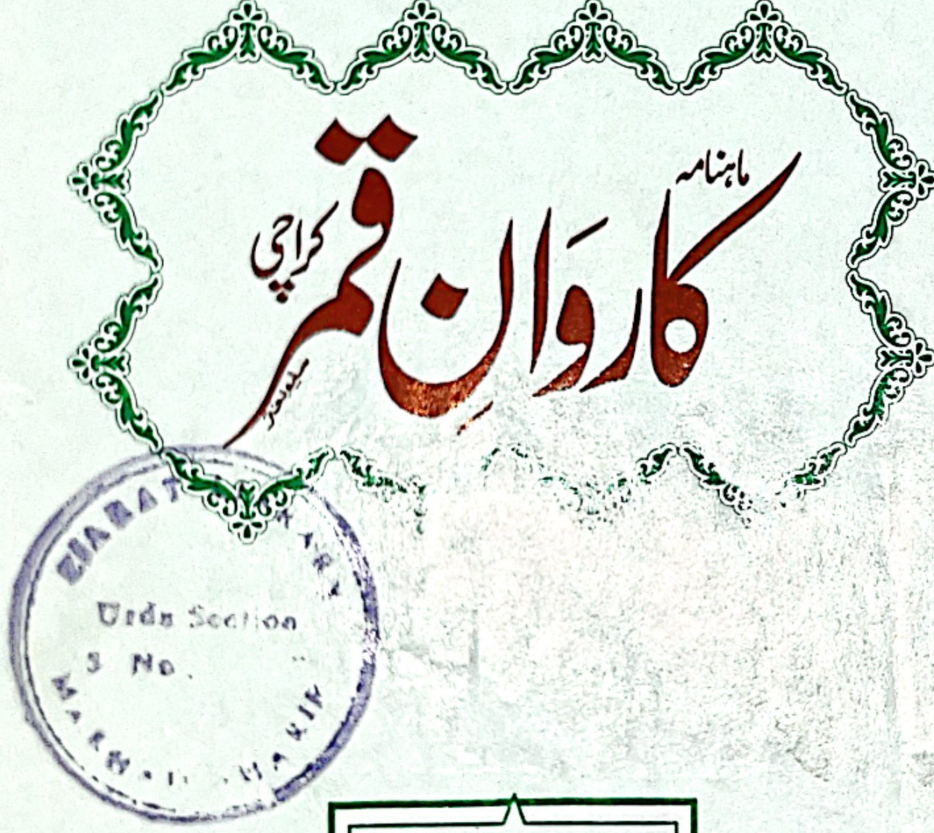
Monthly

KARWAN-E-QAMAR

Karachi



فروری ۲۰۰۵ء

قمر الاسلام گریجویٹس ایسوسی ایشن پاکستان

حُسنِ ترتیب

زہد الاولیاء حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

افتخار احمد حافظ قادری، راولپنڈی

اجودھن کی بستی جو حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے قدوم مبارک سے بقعہ نور بن گئی اور جس سے اسلام کی ایسی نورانی کرنیں جاری ہوئیں جنہوں نے پورے برصغیر اور خراسان کو روشن کر دیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے نیک بندوں کے روحانی تصرفات میں اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایسی ہی ایک عظیم شخصیت کا ہم تذکرہ کریں گے کہ جن کے روحانی تصرفات تاہنوز جاری وساری ہیں۔ یہ وہ منفرد شخصیت ہین کہ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ آپ کے حجرہ میں تشریف فرما ہوئے تو حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے آسمان کی طرف منہ کر کے دعا مانگی اور عرض کی باری تعالیٰ ہمارے فرید کو قبول فرما اور اکمل درویش کے مرتبہ پر پہنچا تو غیب سے آواز آئی۔

''ہم نے فرید کو قبول کیا اور وہ وحید العصر ہوگا''

پاکپتن شریف ساہیوال شہر سے ایک گھنٹے کی مسافت پر واقع ہے۔ کافی عرصہ ہوا کہ میں بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ لیکن آپ کی یاد ہمیشہ دل میں موجزن رہی، اچانک ہی ایک دن آپ کی توجہ خاص ہوئی اور بغیر کسی پیشگی پروگرام کے اپنے ایک عزیز دوست حاجی محمد نواز کے ہمراہ پاکپتن شریف کے لئے روانہ ہوئے۔ راولپنڈی سے لاہور، ساہیوال اور پاکپتن کا طویل سفر طے کرتے ہوئے عصر کے وقت بارگاہِ مسعود گنج شکر میں پہنچ گئے۔ نماز ادا کی اور پھر بارگاہِ سلطان العارفین، برہان العاشقین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کی قبر پُر انوار کو بوسہ دیا، سلام عرض کرنے کے بعد آپ کے قدموں میں بیٹھ گئے اور طویل سفر کی تھکاوٹ یکسر راحت میں تبدیل ہوگئی۔ آپ کا مزارِ مبارک ایک چھوٹے سے کمرے میں ہے جس کے دو دروازے (مشرق اور جنوب کی جانب) رکھے گئے ہیں لیکن اس چھوٹے سے کمرے میں اتنی خلقت سما جاتی ہے جس کا اندازہ مشکل ہے۔ چھوٹا کمرہ ہونے کی وجہ مختلف کتابوں میں کچھ اس طرح بیان کی جاتی ہے۔ ایک تو یہ مقام آپ کا حجرہ خصوصی تھا اور دوسرا جب سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء نے آپ کے مزارِ مبارک

کی تعمیر شروع کی تو اس بات کا بھی اہتمام کیا کہ پاک مٹی سے اینٹیں تیار کی گئیں اور ہر اینٹ کو پکانے کے بعد تین بار دھویا گیا۔ اور پھر ہر اینٹ پر ایک مرتبہ قرآنِ پاک پڑھا گیا۔ راج اور مزدور جو تعمیر کے کام پر مقرر تھے اُن کو اس بات پر پابند کیا گیا کہ وقت تعمیر باوضو ہو کر کام کریں اس تمام اہتمام کو ملحوظ رکھ کر آپ کا روضۂ مبارک تعمیر ہوا۔

آپ کے قدم مبارک (جانب جنوب) جو دروازہ ہے اُسے جنتی دروازے کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس کے متعلق مختلف روایات مختلف کتابوں میں مذکور ہیں چند ایک قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

اس جنتی دروازہ کے متعلق حضرت نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے مجھ سے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ جو شخص اس دروازہ سے گزرے گا جنتی ہے الفاظِ حدیث اس طرح ہیں۔ ''جو اس دروازہ میں داخل ہوا امان پا گیا'' جو حضرت بابا کے مسلک یعنی طریقت اور سلوک الی اللہ کو طے کرے وہ جنتی ہے۔ (ہشت بہشت)

کتاب تذکرہ اولیائے پاکستان کے مطابق حضرت نظام الدین اولیاء مزار مبارک کی تعمیر کے بعد جنوبی دروازہ کے پاس کھڑے تھے کہ اچانک فرطِ جوش میں پکار اُٹھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو اس دروازہ میں داخل ہوگا نجات پائے گا۔

کتاب مخزنِ چشت کے مطابق حضرت نظام الدین اولیاء دہلی سے جب پاکپتن تشریف لائے تو اپنے مرشد کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آپ کے روحانی اشارہ پر آپ نے بابا صاحب کے صاحبزادوں کو کہا کہ حضرت کو ان کے مخصوص حجرہ میں دفن کیا جائے۔ اس سے پہلے آپ ''گنج العلم'' کے مقام پر مدفون تھے۔ (یہ مقام اب بھی موجود ہے اور اُس مقام پر سنگ مرمر کی ایک تختی لگی ہوئی ہے۔ جس پر درج ہے ''اولین آرام گاہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ'' یہ مقام ایک کمرہ میں واقع ہے اور اس مقام پر دو اور قبور بھی ہیں۔ پہلی قبر بابا صاحب کے ایک فرزند حضرت شیخ شہاب الدین کی ہے، جو گنجِ علم کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور دوسری قبر حضرت دیوان اللہ جوایا کی ہے)۔ جس وقت حضرت شیوخ العالم کے تابوت مبارک کو اس پہلی آرام گاہ سے نکال کر حجرۂ خاص کی طرف لے جا رہے تھے تو حضرت نظام الدین اولیاء نے بھی تابوت کا ایک پایہ اُٹھایا ہوا تھا کہ یکا یک حضرت نظام الدین اولیاء غش کھا کر گر پڑے اور پایہ آپ کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ لیکن اس

اس لئے یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ لیکن حضرت دیوان سید محمد صاحب کے ایک صاحبزادے حاجی بختیار صاحب سے ملاقات کا شرف ضرور حاصل ہوا۔ مذکورہ کمرے کے ایک طرف کونے میں حضرت بابا فریدالدین کی ایک صاحبزادی کا بھی مزار بتایا جاتا ہے۔ اس کمرے کی تمام زیارات سے فارغ ہونے کے بعد باہر حجرہ مبارک حضرت خواجہ علاؤالدین صابر کی طرف زیارت کے لئے نکلے۔ سلسلہ چشتیہ کی دو بڑی شاخیں صابریہ اور نظامیہ ہیں اور ان دونوں کا سلسلہ حضرت بابا صاحب سے شروع ہوتا ہے، صابریہ سلسلہ کے بانی آپ کے مرید خاص اور بھانجے مخدوم علاؤالدین صابر ہیں، جن کا مزارِ مبارک کلیر شریف (انڈیا) میں ہے۔ اس وقت آپ کا حجرہ مبارک بالکل اُس نقشہ پر بنا ہوا ہے، جس طرح کلیر شریف میں آپ کا مزارِ مبارک ہے۔ اسی حجرہ مبارک کے ساتھ تقریباً ہر وقت ہی قوالی ہوتی رہتی ہے۔ جمعرات، جمعہ تو ساری رات اور باقی دنوں میں بھی رات ایک بجے تک محفل سماع منعقد رہتی ہے۔ ہم بھی مختصر وقت کے لیئے محفل سماع میں شامل ہوئے اور قوال اُس وقت حضرت بلھے شاہ کا کلام پڑھ رہے تھے، دن کی بقیہ نمازیں ادا کیں، باہر بڑے صحن میں کچھ اور قبور مبارکہ بھی ہیں، ان کی زیارات کا شرف حاصل کیا۔ اُن میں سے ایک قبر حضرت میاں علی محمد چشتی کی ہے، جن کی زندگی شریعت اور معرفت کا پیکر تھی اور علم و فضل کے اعتبار سے یگانہ وقت تھی۔ ان تمام زیارات کے بعد درگاہ شریف سے باہر کی زیارات کے لئے روانہ ہوئے سب سے پہلے حضرت بدرالدین اسحٰق چشتی جو کہ حضرت بابا صاحب کے داماد اور خلیفہ تھے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر نذرانہ سلام پیش کیا۔ حضرت بدرالدین اسحٰق اپنے وقت میں علم و فضل کی اُس منزل پر فائز ہوئے کہ دہلی کے علماء کرام میں آپ کا کوئی جواب نہ تھا۔ لیکن اُس کے باوجود آپ کے ذہن میں کچھ ایسے مسائل تھے جن کے حل کے لئے اور پیر کامل کی تلاش میں پاک پتن پہنچے۔ اور حضرت فریدالدین گنج شکر کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت بابا صاحب نے پہلی ہی ملاقات میں تمام علمی مسائل کو اس طرح حل کر دیا کہ مولانا بدرالدین اسحٰق حیران رہ گئے اور پھر بابا صاحب کے علمی اور روحانی مقام سے متاثر ہو کر آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر لی۔ اور بعد میں آپ کو دامادِ گنج شکر ہونے کا بھی اعزاز ملا پھر آپ آخری دم تک بابا صاحب کی خدمت میں رہے۔

یہاں کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد "مقام گودڑی بابا فریدالدین" کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ ایک چھوٹا سا مقام ہے اور جس کے بارے میں یہ روایت ہے کہ اس مقام پر بیٹھ کر بابا صاحب نے

اپنی گودڑی مبارک سی تھی۔ یہاں سے کچھ آگے جا کر ایک مقام صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا جاتا ہے، جن کا سر مبارک ایک الگ قبر میں ہے اور جسم کا بقیہ حصہ ایک الگ طویل قبر میں ہے۔ کچھ دیر یہاں ٹھہرنے کے بعد دوبارہ بارگاہ فرید میں حاضر ہوئے تاکہ الوداعی سلام کر کے واپسی کی اجازت لی جائے۔

حضرت بابا صاحب نے ۹۵ سال کی عمر میں ۵ محرم الحرام کو وصال فرمایا، ہر سال اس تاریخ کو آپ کے عرسِ مبارک کی تقریبات کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اور اسی تاریخ کو جنتی دروازہ بھی کھولا جاتا ہے، جس میں لاکھوں زائرین گزرتے ہیں۔

کتاب ''ذکر حبیب'' کے مطابق حضرت بابا فرید الدین گنج شکر جب پاکپتن تشریف لائے تو ایک عورت کا لڑکا کھو گیا تھا، اُس نے بابا صاحب کی خدمت میں آ کر عرض کی کہ میرا ایک ہی لڑکا تھا وہ بھی کھو گیا ہے۔ دعا کریں کہ وہ مل جائے۔ بابا صاحب نے مراقبہ کیا تو دیکھا کہ وہ لڑکا اطراف گجرات میں گائیں چرا رہا ہے آپ نے ہمت باطن سے اُس کا بازو پکڑا اور گھر پہنچا دیا۔ اور اُس عورت سے کہا کہ گھر جاؤ وہ گھر گئی تو لڑکا موجود تھا۔ وہ عورت پھر حاضر ہوئی اور عرض کی کہ پانچ کنال زمین آپ کے حضور نذر کرتی ہوں، فرمایا زمین ہمارے کس کام کی ہے۔ اور پھر تیری روزی کا ایک یہی ذریعہ ہے۔ خیر ہم اس شرط پر قبول کرتے ہیں کہ دونوں وقت ہمارے لنگر سے کھانا قبول کرو۔ وہ عورت اور اُس کا لڑکا تمام عمر لنگر سے کھانا کھاتے رہے۔ اُن دونوں کے مرنے کے بعد مدعیوں نے دعویٰ کیا کہ زمین ہماری ملکیت ہے اور فقیر نے بجبر لے لی ہے۔ طلبی ہوئی جس پر بابا صاحب نے فرمایا کہ ہم تو اس جگہ سے نہ ہلیں گے مگر اُس گردن شکستہ سے کہو کہ جواب دعویٰ خود زمین سے مانگ لے۔ اور پوچھے کہ وہ کس کی مملوکہ ہے۔ آخر حاکم کو موقع پر آنا پڑا۔ بابا صاحب نے ایک درویش کو بھیج دیا، حاکم نے درویش سے کہا کہ زمین سے پوچھو اور جواب لو۔ درویش نے کہا کہ مدعی خود ہی پوچھ لیں۔ آخر حاکم نے درویش سے التجاء کی کہ وہ خود دریافت کرے درویش نے کہا کہ اے زمین میں بابا صاحب کا بھیجا ہوا ہوں۔ خداوند تعالیٰ کے حکم سے بول اور مجھے بتا کہ تو کس کی ملکیت ہے۔ جواب آیا کہ میں بیچاری پانچ کنال زمین ہوں میری کیا ہستی ہے مشرق سے مغرب تک تمام زمین بابا صاحب کی ہے، حاکم نے جب یہ جواب سنا تو حیران ہو گیا۔ اور ابھی اس زمین کی حد سے نہ گزرا تھا کہ گھوڑے سے گرا اور گردن ٹوٹ گئی۔ (بابا صاحب نے اُسے گردن شکستہ فرمایا تھا)۔

ایک مرتبہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جانب دہلی روانہ ہوئے راستے میں دریا تھا۔ جب کنارِ دریا پہنچے تو کشتی جو مسافروں کو لے جایا کرتی تھی روانہ ہو چکی تھی۔ آپ نے ملاح کو آواز دی لیکن وہ واپس نہ ہوا۔ اور آپ نے ناچار اپنا کوزہ دریا میں ڈال دیا۔ دریا کا تمام پانی کوزہ میں سما گیا اور دریا خشک ہو گیا۔ ملاح روتے چلاتے حاضر ہوئے کہ اب تو ہماری روزی کا سلسلہ جاتا ہے۔ بابا صاحب نے فرمایا کہ تم اُس کو سوار کرتے ہو جس کے پاس پیسے ہوتے ہیں اور جن غریبوں کے پاس پیسے نہیں ہوتے تم اُن کو سوار نہیں کرتے۔ اب دریا خشک ہو گیا ہے جو آئے گا وہ گزر جائے گا۔ ملاحوں نے اور بھی زیادہ رونا اور چلانا شروع کر دیا۔

اب جب بابا صاحب نے ان کی یہ حالت دیکھی تو اپنا کوزہ اوندھا کر دیا دریا پھر لبریز ہو کر بہنے لگا۔ اور کوزہ سرنگوں کرنے سے پانی گردش کرتا ہوا نکلتا ہے، لہٰذا یہ قدرتِ الٰہی ہے کہ دریا کا پانی اب بھی اُس جگہ سے بھنور کی صورت اختیار کر کے گزرتا ہے۔

اب چند ایک ملفوظات حضرت شیخ العالم بابا فریدالدین گنج شکر کے جو راحت القلوب سے اخذ کئے ہیں پیش خدمت ہیں۔

- آپ فرماتے ہیں کہ اگر دو شخص ہوں تب بھی جماعت ہی سے نماز ادا کرنی چاہئے اگرچہ دو آدمیوں کی جماعت پر جماعت کا حکم نہیں لگتا مگر ثواب جماعت کا ہی ملتا ہے۔
- ارشاد ہوا کہ کاش لوگوں کو علم کا درجہ معلوم ہوتا تو سب کاموں سے دست بردار ہو کر اُس کی تحصیل میں لگ جاتے، علم ایک ابر ہے جو رحمت کے سوا کچھ نہیں برساتا اور جو اس ابر سے حصہ لیتا ہے گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔
- فرمایا کہ عالم درحقیقت اُسے کہتے ہیں جو علم نبوی جانتا ہو اور علم نبوی کا تعلق آسمان سے ہے کیونکہ وہ ہمارے پروردگار نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی نازل کیا تھا۔
- ایک موقع پر حضرت بابا صاحب نے ارشاد فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے اور پھر ارشاد فرمایا کہ اہل معرفت نے کہا ہے کہ جس نے دنیا کو چھوڑا، وہ اُس پر حاوی ہو گیا اور جس نے اُسے اختیار کر لیا وہ مارا گیا۔
- فرمایا جس قدر امیر لوگوں سے بچو گے اُس قدر خدا سے نزدیکی ہوتی جائے گی۔ کیونکہ محبت دنیا امیر لوگوں کے دلوں میں استوار ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی قربت سے نقصان پہنچے گا۔

- ارشاد فرمایا کہ امیر، غریب، درویش، مسکین کوئی آئے اُسے خالی پیٹ مت جانے دو کچھ نہ کچھ دے دو۔
- مولانا سید بدرالدین اسحاق نے پوچھا کہ حضرت اسراف کسے کہتے ہیں؟ اور اس کی کیا حد ہے؟ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ جو کچھ بے سوچے سمجھے اور خلاف رضائے خدا خرچ ہو وہ کل اسراف ہے اور جو رضائے الٰہی کے موافق ہو وہ اسراف نہیں۔

آیئے محترم قارئین آخر میں رب تعالیٰ کے حضور خلوصِ دل سے دعا کریں کہ خداوندا اپنے اُن قدسی نفوس جن کا ہم تذکرہ کرتے ہیں اُن کے طفیل ہمیں بھی اُن کے روحانی فیض اور تصرف سے مستفیض فرما اور اُن کی تعلیماتِ عالیہ پر بھی صدقِ دل سے عمل کی توفیق عطا فرما۔ آمین بجق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

دعائے صحت کی اپیل

دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کے نامور سابق طالب علم ماہنامہ کاروانِ قمر کے مستقل قاری، جامع مسجد حنفیہ عثمانیہ لاہور کے خطیب قاری محمد زمان علوی کے والد گرامی

جناب حاجی عبدالرحمٰن صاحب

حال مقیم عیسیٰ خیل (میانوالی)

علیل ہیں۔ قارئین سے بالعموم اور وابستگانِ قمرالاسلام سے بالخصوص التجا ہے کہ وہ حاجی عبدالرحمٰن صاحب کی صحت یابی کی خصوصی دعا فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیراً۔ (ادارہ)